REGISTERED L. No. 89

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر ۴۸ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہی | ۲۶- نومبر ۱۹۰۹ء | جلد ۳۷

خاص نورافشاں کے پڑھنیوالوں کیلئے

اِنعام! اِنعام!!

جو نورافشاں کا خریدار ایک نئے خریدار کا نام معہ ایک سال کی قیمت واسطے ۱۹۱۰ء کے بھیجے اسکو ذیل کی ۱۰ کتابوں میں سے ایک کتاب بطور انعام کے ملیگی +

موازنہ مذہب - رومن اُردو +

گنجینہ اسلام - رومن اُردو +

سمپروائے - فارسی اُردو +

ستھیارتھ پرکاش درپن - فارسی اُردو +

یا ہماری فہرستوں میں سے رسالجات ۸ر قیمت تک محصولڈاک معاف - شرط یہہ ہو کہ قیمت اخبار دسمبر ۱۹ سے پیشتر ہم کو پہنچے +

ای - ایم - وِیری ایڈیٹر نورافشاں لودیانہ

سنڈے اسکول کے پرچے

دو قسم کے پرچے لودیانہ بک سٹور سے ملسکتے ہیں

۱- سبق معہ تشریح -

جو ہر ہفتے کے لئے تیار کی جاتی ہے - قیمت ۲ر فی پرچہ فی سال کے واسطے ۸ کاپی فی سال ایک روپیہ بمحصول علاوہ - اگر ۸ کاپی سے کم ہو تو بھی ایک روپیہ میں جائیگا +

۲- تصویردار پرچے -

۲۵ عدد فی سال قیمت ایک روپیہ

یہہ تین مہینوں کی قسطوں میں وی - پی - کو بھیجے جاوینگے - چاہئے کہ اس کے لئے درخواستیں پادری ای - ایم وِیری صاحب ڈی - ڈی لودھیانہ بھیجی جائیں +

سی - ایل - ایس کی کتابوں کے واسطے

پادری ای - ایم - ویری صاحب کو درخواست کی جاوے +

فہرست مفت بھیجی جاتی ہی -

ہم کُتب فروشوں کے ساتھ بندوبست کرنا چاہتے ہیں +

جو صاحبان پانچ روپیہ یا زیادہ کی کتابیں منگوائیں تو اُن کو ۲۵ سے ۳۳ ⅓ روپیہ فی صدی ڈسکونٹ کتب فروشوں کو دیا جاویگا +

یہہ کتابیں کرسچن سٹور لودیانہ یا پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور سے بذریعہ وی - پی یا نقد قیمت پر ملسکتی ہیں -

مُفید کتابیں بڑے دِن کے مُطالعے کے واسطے

خاندانی فرائض

یہہ کتاب ابھی شایع ہوئی ہے صفحہ ۱۲۰
قیمت ۴؍ معہ محصول ڈاک ۵؍ یہہ صاحب
خانہ پاسبان اور کارندے کے لئے
تحفہ ہے۔ مجلد سنہری ۱۲؍+

سمیر وائے

اہل ہند کے مختلف ریت و رسوم کی
تشخیص نہایت دلچسپ کتاب صفحہ ۳۰۰
قیمت ۶؍ معہ محصول ڈاک ۷؍ مجلد ۱۰؍

مسیح کی تعلیم

مسیحی کارندوں کیلئے یہہ کتاب ایک سونے
کی کان ہے ہڈ ڈاکٹر رابرٹس نے تمام مسیحیوں کو
اس کتاب کے وسیلے سے ممنون فرمایا ہے اردو
رومن حروف ہیں قیمت اردو ۴؍ اور ۲؍ اور
۱۲؍ محصول ۱؍ فی جلد زیادہ +

گنجینۂ اسلام رومن اُردو فی
جلد ۸؍ معہ محصول ۱۰؍
موازنۂ مذاہب اُردو فی جلد
۸؍ معہ محصول ۱۰؍
ستھیارتھ پرکاش درپن اُردو
فی جلد ۸؍ معہ محصول ۱۰؍

شبد و غزلیں

اردو حرُوف فی جلد ۹ پائی
ہندی حرُوف فی جلد ۶ پائی
گورمکھی حرُوف فی جلد ۶ پائی

ایک آنہ کتابیں

مرزا غلام احمد قادیانی
شادی کی بابت
ازالتہ المرزا قادیانی

یسوع مسیح کون تھا؟
بائبل اور سائینس
اصلاح حفظان صحت
افلاس ہند کے قابل علاج اسباب

قصّہ جات دلکش

فوز العظیم باتصویر اردو حرُوف
قیمت ۲؍ مجلد ۶؍
رام پال سنگھ اُردو ۴؍ رومن
حرُوف قیمت ۔۔ ۔۔ ۸؍
ہیرے کی سرگذشت قیمت ۲؍
اور ۶؍
عزت بے مثال قیمت ۵؍ اور ۸؍
دولت لازوال قیمت ۵؍ اور ۸؍
حالات جاپان باتصویر ۔۔ ۔۔ ۸؍
چندر لیلا اُردو ۲؍ اور ۲؍ گورمکھی ۲؍

یہہ کتابیں کرسچن سٹور لودیانہ یا پنجاب- ریلیجس بُک سوسائٹی لاہور سے بذریعہ وی پی یا نقد قیمت پر مِل سکتی ہیں

نور افشان

لودیانہ - جمعہ - ۲۶ - نومبر ۱۹۰۹ء

مسیحی خاندان

نمبر ۳

دینی تعلیم

جس قدر کہ دنیاوی تعلیم کی ضرورت ہے۔ ہماری سمجھ میں دینی تعلیم کی اس سے بدرجہا زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ دین کا معاملہ جس قدر دنیاوی معاملات سے زیادہ قابل قدر اور ضروری ہے اسی قدر دینی تعلیم کی بھی زیادہ ضرورت ہے بائبل کی تعلیم حاصل کرنے کی مسیحیوں کو بڑی ضرورت ہے ہم کو اس روشنی کے زمانے میں جبکہ لوگوں کی عقلیں اور دماغ سائنس اور فلسفہ سے روشن ہو کر ملحد ہونے کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے نکتہ چین اور معترض پیدا ہو گئے ہیں جو سچائی کے دشمن ہیں۔ اور زمانے کی ہوا کا عجیب رنگ ہوتا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کی روک تھام کے لئے دینی معمولی تعلیم کافی نہیں ہے۔ بلکہ اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ ہاں خصوصاً کل سیٹروں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ خدا کا فضل اور روح القدس کے طاقت و زور کی بڑی ضرورت ہے پر ہم کو افسوس ہے کہ جیسا چاہئے مسیحی خاندانوں کی بڑی توجہ اس ضروری امر کی طرف زیادہ نہیں ہے۔ ہمعصر مسیحی تجلی موضاہ اکتوبر جلد ۱ نمبر ۱۰ میں "خانگی عبادت" کے مضمون میں مسیحیوں کے دینی شوق کا ذکر ذیل کی افسوسناک عبارت میں کرتے ہیں۔ کہ یہ کہنا مبالغہ آمیز نہ ہوگا کہ مشن سے جن کا تعلق نہیں ہے ان میں سے بہت سے آدمی روز بائبل بھی نہیں پڑھتے بعض یہی کہا کرتے ہیں کہ ہم پادری اور مشن کے ملازم نہیں ہیں جو بائبل پڑھا کریں۔ یہ لوگ کیسے نادان ہیں گویا وہ سمجھتے ہیں کہ بائبل خوانی مشن کے ملازموں اور پادریوں کا کام ہے۔ غیر پادری پبلک پر اس کا پڑھنا حرام ہے۔ کوئی تعجب نہیں ہے کہ ہمارے جہلا دینی باتوں سے اس قدر بے پرواہ اور بے بہرہ پائے جاتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان یا ہندو جس نے صرف حرف گیری کے ارادے سے بائبل کا مطالعہ کیا۔ ان سے کوئی سوال بائبل کا پوچھے تو بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ اور جب کوئی معقول جواب بن نہیں آتا تو سخت خفیف ہوتے ہیں۔ یہ لاپرواہی اور تغافل عام ہے۔ جو شخص اپنے کو مسیحی اور خداوند مسیح کا شاگرد اور اُس کا خون خریدا غلام سمجھے اس کے لئے کسی طرح مناسب اور اُس کی مسیحی شان کے کسی طرح شایان نہیں ہے کہ وہ اپنے خداوند اور نجی کے مقدس کلام اور پاک اقوال کو پڑھنے میں اس قدر تساہل کرے"۔ ہمعصر کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہی حال دیکھا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ غیر اقوام ایسے خاندانوں کے بُرے نمونے سے عیسائی دین کی بدنامی کرتے ہیں اور ٹھوکر کھاتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں شکر ہے کہ ایسے خاندان بھی موجود ہیں۔ کہ جن کا نمونہ قابل تقلید ہے۔ جو خدا کے جلال ظاہر کرنے کا خاص سبب ہیں۔ مسیحی خاندانوں کے ذمہ وارول سے ہماری منت ہے کہ وہ اپنے خاص تعلیم کے فرض کو جو اُن پر ضروری اور لازمی ہے بڑی محنت و کوشش سے ادا کریں۔ تاکہ مسیحی بچوں کے سادہ دلوں میں کلام الٰہی کی بیش بہا تعلیم جاگزین ہو جاوے۔ کرسچن اینڈ یور سوسائٹی کی انجمن اور سنڈے اسکول بڑی خوبی سے اس بھاری کام میں بڑی مدد دے رہے ہیں جس کا عمدہ نتیجہ اب نظر آرہا ہے اور لڑکوں کو دین عیسوی کی تعلیمات سے اچھی واقفیت ہوتی جاتی ہے۔ اور سالیانہ امتحانوں کے تسلی بخش نتیجے اُس کی ترقی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ مگر ابھی جیسا کہ چاہئے کل مسیحی خاندانوں کا دلی شوق اور میلان اس کی طرف نہیں ہے۔

چاہئے تھا کہ مسیحی خاندانوں کو دینی علم کے حصول کے لئے یہاں تک شوق ہوتا کہ ہماری سمیریاں طالب علموں سے بھری ہوتیں۔ ملازمت حاصل کرنے کے خیال سے نہیں بلکہ دینی تعلیم پانے کے مطلب سے۔ پر اب دیکھا جاتا ہے کہ مشکل سے کوئی لایق و خوش قسمت مسیحی طالب علم وہاں پایا جاتا ہے اس سے کیسے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسیحی خاندانوں میں دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق بہت کم ہے۔

چاہئے تھا کہ مسیحی نوجوان جوق جوق دینی خدمات کے لئے اہل امریکہ اور انگلینڈ کے ہاتھوں کو بٹاتے اور خود انکاری اختیار کر کے بشارت کے کام کو از حد سرگرمی سے اپنے ہاتھ میں لیتے پر اکثر افسوس کیساتھ دیکھا جاتا ہے کہ مشکل سے کوئی نوجوان نکلیگا جو اپنی زندگی انجیل کی بشارت کے لئے مخصوص کرنے کو تیار ہو۔ حتیٰ کہ پادری صاحبان کے لڑکے بھی لایق ہو کر سرکاری نوکریوں کو پسند کرتے اور دینی خدمت کو حقیر جانتے ہیں اور بشارت دینا شرمندگی سمجھتے ہیں۔ دینی خدمت کرنے کا شوق تو درکنار اکثروں کو دینی تعلیم کی طرف ذرا بھی توجہ و شوق نہیں نہ کلام کو پڑھتے اور نہ دعا کرتے بلکہ بے دینوں اور غیر اقوام کے لوگوں سے بدتر ہیں ایسوں کی حالت پر از حد افسوس آتا ہے اور کلیسیا میں ایسے لوگ بدنما داغ ہیں۔ جن کو لوگ دیکھکر انگشت نمائی کرتے ہیں اور مسیح کی بدنامی ہوتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا کلیسیا پر اپنی پاک روح کو کثرت سے انڈیل کر کلیسیا کے نوجوانوں کو طاقت بخشے کہ وہ روح القدس سے بھرپور ہو کر سچے مسیحی بن کر دینی برکتوں سے فیضیاب ہوں اور دینی باتوں میں جن میں وہ اب

ایسے بھیجے ہیں۔ اُس کے فضل سے ترقی کرکے کمال پائیں تاکہ کلیسیا کی رونق اور مسیح کا جلال ظاہر ہو۔

ڈاکٹر جے ہڈسن ٹیلر صاحب ایک مشہور معروف مشنری ہو گزرے ہیں جنہوں نے اہل چین کو مسیحی روشنی پہونچانے میں نہایت قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی سوانح عمری میں ایک دلچسپ واقعہ درج ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دن میں اور مسٹر جونس شنگھائی سے ۸۰ میل کے فاصلے پر ایک بڑے شہر سنگ کیانگ کے قریب پہونچے۔ وہاں میں نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں کو جو ساحل پر اور شہر کے قریب ہیں انجیل کی منادی کروں۔ جہاز کے مسافروں میں ایک شخص پیٹر نامے تھا جو انگلستان کا بھی سفر کر چکا تھا۔ اُس نے بہت مرتبہ انجیل کی خوشخبری سنی تھی۔ مگر ہنوز اس کو اسبات کا تجربہ حاصل نہ ہوا تھا کہ انجیل میں اُس کو بچانے کی قوت ہو۔ ایک شام میں نے اُس کی روح کو بچانے کے لئے بہت دیر تک گفتگو کی۔ اس نے میری باتیں بہت توجہ کیساتھ سنیں اور یہاں تک اُس کے دل پر اثر ہوا کہ وہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا مگر اس کا کوئی خاص نتیجہ اب تک برآمد نہ ہوا تھا۔ لیکن اس بیان سے مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ اس نے کلام کی باتیں سننے کا اشتیاق ظاہر کرکے میرے ساتھ رہنے کی درخواست کی جب میں جہاز کے کمرے میں تقسیم کرنے کے لئے مسیحی کتابیں اور رسالے لینے گیا تو اتفاقاً ایک شور مچا میں فوراً اوپر آیا اور معلوم ہوا کہ پیٹر دریا میں گر پڑا ہے۔ سب لوگ اس حادثہ کے باعث مایوس تو تھے۔ مگر اُس کو بچانے کی کسی نے کوشش نہ کی اور نہ کوئی فکرمند ہوا کہ پیٹر کس جگہ غرق ہوا اس کے کچھ نشانات موجود نہ تھے۔ میں تختہ جہاز پر پلٹ کر نظر دوڑانے لگا میں نے قریب ہی ماہی گیروں کو ایک کشتی میں دیکھا۔ چونکہ اُن کے پاس کنڈے اور جال وغیرہ موجود تھے میں نے خیال کیا کہ شاید یہ لوگ پیٹر کو نکال سکیں گے۔ میں نے چلا کر اُنہیں آواز دی کہ جلد آؤ اس جگہ ایک آدمی ڈوب گیا ہے۔ اُسے نکالو۔

ماہی گیر: "ہمیں فرصت نہیں ہے۔"

میں: "اس وقت فرصت کا ذکر مت کرو۔ یہاں آدمی ڈوب گیا ہے اُس کی جان بچاؤ۔"

ماہی گیر: "ہاں اس وقت شکار میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہم لوگ نہیں آسکتے۔"

میں: "کچھ پروا نہیں میں تمہیں اس قدر نقد دونگا کہ وہ تمہاری کئی روز کی محنت سے زیادہ ہوگی اسلئے جلد آؤ۔"

ماہی گیر: "کس قدر نقد دو گے؟"

میں: "زیادہ بات کرنے کا موقعہ نہیں ہے وقت گزرتا جاتا ہے۔ میں تمہیں پانچ ڈالر دونگا۔" (اس وقت کے تبادلہ سکہ کے حساب سے ۵ ڈالر ۲۲ روپیہ آنہ کے برابر تھے)

ماہی گیر: "اس قدر کم کے لئے ہم نہیں آسکتے۔ اگر ۲۰ ڈالر دو تو جال پھینکیں گے۔"

میں: "اس قدر تو ناممکن ہے۔ لیکن جو میرے پاس ہے وہ سب تمہیں دے دونگا۔ جلدی کرو۔"

ماہی گیر: "بھلا کتنی رقم تمہارے پاس ہوگی؟"

میں: "مجھے ٹھیک تعداد معلوم نہیں قریباً ۱۴ ڈالر ہونگے"

آخرکار ان ماہی گیروں نے کشتی کو پاس لاکر بڑی بیدلی کے ساتھ جال پھینکا اور کوئی ایک منٹ کے اندر ہی پیٹر کی لاش اوپر کھینچ لائے۔ ماہی گیروں نے بیہودہ شور و غل مچایا۔ اور اس کمبخت خوشی کا اظہار کیا جو ۱۴ ڈالر کی رقم ہاتھ آجانے سے ہوئی مگر یہ محنت اور روپیہ دونوں رائیگاں ثابت ہوئے۔

اس غمناک واقعہ سے میرے دل پر بڑی تاثیر ہوئی۔ اگر وہ ماہی گیر اس حبشی کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرتے اور وقت پر اس کو بچانے کی کوشش کرتے تو یقیناً وہ اس کو بچا لیتے۔ افسوس کہ ان کی حجت اور سنگدلی نے کچھ نہ کرنے دیا۔ ایک خاکی جسم کو وقت پر بچانے کیلئے کوشش نہ کرنا شرم اور سنگدلی پر دلالت کرتا ہے تو کتنا زیادہ وہ سزاوار ہونگے جو روحوں کو بچانے کی فکر نہیں کرتے۔ اور قائن کی طرح کہتے ہیں۔ کہ "کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں؟" خداوند مسیح کا فرمان ہر ایک سے یہی ہے "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔" کیا ہم اُسے یہ جواب دیں کہ "ہمیں فرصت نہیں ہے۔" کیا یہ کہیں کہ "ہم شکار میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہیں جاسکتے۔" یا "ہم نے زمین مول لی ہے اسلئے جانے کی فرصت نہیں۔" کیا یہ بہانہ گھڑیں کہ "ہم نے بیل خریدے ہیں۔" یا "شادی کی ہے۔" یا "کسی شاندار تقریب میں شامل ہونے کا وعدہ کرچکے ہیں۔" "ہم اس وجہ نہیں جاسکتے۔" یاد رکھو ہم سب کو مسیح کے تخت عدالت کے حضور حاضر ہونا پڑیگا۔ اور جیسا کچھ ہم نے کیا ہے ویسا اجر پاوینگے پس ان لوگوں کے بچانے کی فکر کرو جو ابتک مسیح سے دور ہیں ورنہ اس سے لاپرواہی کرنے پر ہماری روحیں مجرم ٹھہرینگی جس کے کان ہوں وہ سن لے۔

ریویو۔ شدھی کی اشدھی۔ اس نام کی کتاب مولوی قاسم علی احمدی صاحب نے حال میں تصنیف کی ہے اس میں مصنف نے بڑی خوبی اور صفائی سے چند ایک خاص خاص تازہ شدھیوں کا مفصل حال لکھ کے پبلک پر بعض حقیقتوں کو جو عوام الناس پر ظاہر نہ تھیں عجیب اسلوب سے کھول دیا ہے اور دکھلا دیا ہے کہ جس پر ہمارے آریہ دوست بڑے فخر و ناز کر رہے ہیں۔ ان کی حقیقت دراصل کچھ اور ہی ہے۔ مذہبی خیال سے شدھی جو مذہبی عقائد کے تبدیل ہونے کی وجہ سے عمل میں آوے حقیقی امر ہے لیکن اگر اس کی غرض مذہب نہ ہو بلکہ درپردہ کچھ اور ہو اور شدھی کی آڑ میں ہو کر کا سودا کیا جاتا ہو وہ محض فضول ہے۔ مصنف صاحب نے جو کچھ تحریر کیا ہے اُسکی دلیل پیش کی ہے اور اُسکی تردید کنندہ کو یا یوں کہو کہ اس کے جواب دینے والے کو جو بادلیل اُس کو رد کرے ۵۰۰ روپیہ کا انعام بھی لکھا ہے جو صاف صاف ٹائیٹل پیج پر دکھلایا گیا ہے اور کتاب کے آخر میں قریب ۲۰ معزز اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو مشرف باسلام ہوئے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۰ ہیں۔ قیمت ۸ر جو مصنف سے مقام دہلی سے مل سکتی ہے۔



ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ- جب کفار نے دیکھا کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے تو اُنہوں نے زیادہ سخت تجاویز سے کام لینا شروع کر دیا۔

اقول رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے اسلامی فرقہ اُن کے نزدیک ضرور ایک آفت تھی جس کا اُن کو خوف ہونا ضروری تھا کیونکہ اُن کی حکومت میں خلل واقع ہوتا تھا۔ یہ کوئی نئی اور عجیب بات تو نہ تھی۔ اگر وہ صرف بے نقصان اور دینی گروہ ہوتے تو اُن کے خوف کی کچھ بنا نہ ہوتی۔ لیکن یہاں تو لوٹ مار کا بازار گرم کرنے والا توقع ہوتا جاتا تھا۔ ان کا خوف بجا تھا۔ اور سختی سے امن قائم رکھنا اُن کا کام تھا۔

قولہ- آپ نہایت ہی رحیم کریم انسان تھے (مراد محمد صاحب سے ہے)

اقول- ہم بھی اس بات کو مان لیتے ہیں کہ شروع میں جبکہ زور کم تھا۔ اور بس کچھ نہ چلتا تھا وہ ایسے ہی تھے مگر جب عنان حکومت ہاتھ میں آ گئی تو پھر رحم اور کرم کی جگہ نہ رہی۔ بلکہ کشت و خون کرنا ہی انصاف گنا گیا۔ جیسا کہ تواریخ گواہی دیتی ہے۔ جنگ پر جنگ اور لڑائی پر لڑائی وہ اور اُنکے بعد اصحاب اور امام کرتے چلے گئے۔ جب تک کہ اسلام کی جڑ مضبوط لگ گئی۔

قولہ- بڑا ہتھیار جو آپ استعمال فرماتے تھے۔ وہ قرآن مجید تھا۔ آپ اوکے اتباع تبلیغ کے وقت اکثر قرآن شریف پڑھ کر لوگوں کو سناتے تھے۔

اقول- اگر صرف قرآن شریف ہی ہتھیار ہوتا اور اُسکے ساتھ تلوار بالکل میان میں رہتی تب تو کوئی مخالف اسلام پر جہاد کا الزام نہ لگا سکتا۔ مگر تمام واقعات پر پردہ ڈال کر یہ کہنا کہ بڑا ہتھیار قرآن مجید تھا بالکل قابل تسلیم نہیں ہے۔ حالانکہ خود قرآن بجز وسیلہ جنگ بتا رہا ہے اب دونوں میں سے سچا کون ہے فیصلہ کر لیجیے۔

قولہ- آپ کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام مکہ میں زور سے پھیلنا شروع ہوا۔

اقول تعلیم و تلقین سے اور پند و نصیحت سے بت پرستی کی مخالفت کرنا ضروری تھا اور جب تک یہ وطیرا اختیار کیا گیا اور اصلاح کی جاتی رہی اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ یہ امر قابل قدر ہے اور اس حالت میں اگرچہ اشاعت بہت نہیں ہوئی کیونکہ کئی سال تک صرف گھر اور خاندان کے لوگ اسلام کے دائرے میں آتے تھے مگر اس کے بعد اگر اور بھی کوئی ایک کیلے مگر گنتی کے آدمیوں سے وہ رہ تو گئے گئے۔ اور مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑی مکہ چھوڑنا پڑا۔

قولہ کہاں ہیں وہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ مکہ میں کون سی تلوار تھی جس کی وجہ سے اسلام اس شہر میں پھیلا۔ مکہ میں تلوار تھی مگر دشمن کے ہاتھ میں۔ الخ۔

اقول- مکہ میں اشاعت اسلام کیا ہوئی کچھ تھوڑے سے گھر کے لوگ اور رشتہ دار مسلمان ہوئے اور بعض نہ ہوئے اور اسلام کی اشاعت صرف ایک خاندان پر ہی منحصر تھی۔ اگر مکہ میں اسلام جڑ پکڑ جاتا تو ہجرت کی کیا ضرورت ہوتی اور جنگ کا اعلان کیوں دیا جاتا۔ ان تمام باتوں سے صاف پایا جاتا ہے کہ مکے میں بڑی مخالفت ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ وہاں سے بھاگنا پڑا اور جان بچا کر جو تھوڑے سے مسلمان تھے وہ بھی بھاگے۔ کیونکہ تلوار قریش کے ہاتھ میں تھی۔ اور مسلمانوں کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔ پر جب قابو چلا تو فوراً قریش کے ہاتھ سے تلوار مسلمانوں نے چھین لی۔ بلکہ تمام ملک کے مالک بن گئے۔ اور بے حیا سے قریشوں اور دیگر اقوام کو پامال اور ذلیل کیا گیا۔ اور مسلمان مذہب کا ڈنکا ملک عرب میں بجنے لگا۔ اور اشاعت اسلام نے فروغ پایا۔ پر یہ سب کچھ تلوار کے طفیل سے ہوا۔ نہ کسی دوسرے وسیلے سے۔

قولہ- اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ بلکہ دشمن نے تلوار کے زور سے اسکے پھیلنے کو روکنا چاہا۔

اقول- دشمن نے روکنا چاہا پر جس کی تلوار زبردست ہوئی وہ فتح پا گیا۔ پر تلوار دونوں طرف سے چلی اور ہم مانتے ہیں کہ مسلمانوں کی تلوار بالمقابل قریش کے زبردست نکلی اس لئے وہ مغلوب ہو گئے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان تلوار چلا کر فتحیاب ہوئے اور جنگ و جدل کو روا رکھتے تھے۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ تلوار کے زور سے اسلام نہیں پھیلا!

قولہ پھر بھی اسلام پھیلا۔ اسلئے یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اسلام باوجود دشمن کی تلوار کے پھیلا۔

اقول- جو دشمن تھے وہ اسلام کی تیغ سے تہ تیغ کئے گئے۔ دیکھو تاریخ محمدی اور عرب کی دیگر تواریخیں جو اس امر کی بخوبی گواہ ہیں۔ وہ مغلوب ہوئے اور اسلام غالب ہوا۔ اگر اہل اسلام تلوار بالکل نہ پکڑتے اور پھر بھی اشاعت اسلام اسی طرح سے ہوتی تو ہم داد دیتے اور مندرجہ بالا بیان کی تصدیق کرتے مگر اب تو ہم سچائی سے کہنے کو تیار ہیں کہ اسلام ضرور تلوار کے وسیلے سے پھیلا۔ کیونکہ جب تک تلوار نہ چلی اور خون ریزی نہ ہوئی۔ ملک عرب میں کوئی اسلام کا شنوا نہ ہوا۔ لیکن جب تلوار گرم ہوئی اور مسلمانوں سے رعائتیں قسم قسم کی ہونے لگیں تو فوراً اسلام کی اشاعت بڑھنے لگی۔

قولہ- مکہ میں اسلام کی ترقی اس امر کی ایک زبردست شہادت تھی کہ اسلام اپنی قوت اور سچائی سے دنیا میں پھیلا۔ یہ قوت ایسی زبردست تھی کہ دشمن کی تلوار بھی اُسکے مقابلے میں عاجز رہ گئی۔ باقی آئندہ

وَلَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

(سیپارہ ۵ سورۃ نسار کوع ۱۱)

ترجمہ - اور اگر یہ ہوتا (یعنے قرآن) کسی اور کا سوائے اللہ کے تو پاتے اس میں بہت تفاوت - ترجمہ دیگر اور اگر ہوتا نزدیک غیر خدا کے سے البتہ پاتے بیچ اس کے اختلاف بہت - یہ ایک کسوٹی بتلائی گئی ہے - کہ جس سے ہم قرآن کو خدا کا کلام ثابت کر سکتے ہیں اور اگر اس کسوٹی پر وہ پورا نہ نکلے تو ضرور اس کے کلام اللہ ہونے میں شک نہیں - بلکہ صاف طور سے انکار کرنا پڑیگا - اختلافات تو بے شمار ہیں پر ہم صرف خاص خاص کے دکھلانے ہی پر اکتفا کرینگے - تمام ناظرین سے عموماً اور اہل اسلام سے خصوصاً التماس ہے کہ بڑی توجہ کے ساتھ اس ضروری مضمون کو پڑہیں اور انصاف کی داد دیں ✣

۱ - وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ - سیپارہ ۲۲ رکوع ۵ سورۃ فاطر

ترجمہ - اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ساتھ اُس چیز کے کہ کماتے ہیں - نہ چھوڑے اوپر پشت زمین کے کوئی چلنے والا -

اختلاف - وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ - سیپارہ ۱۲ - سورۃ ہود - رکوع ۱۰ -

ترجمہ - اور تحقیق ہر ایک ان میں سے جب جاویگا روبرو اُن کے البتہ پورا دیگا اُن کو رب تیرا اعمال اُن کے - جبکہ اعمال کے مطابق کوئی بشر بچ ہی نہیں سکتا تو پھر یہ اعمال کے مطابق بدلہ کیسا ہوگا؟ اور کون جنتی بنیگا - اس سے تو سب دوزخی ٹھہرینگے؟

۲ - فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ سیپارہ ۸ - سورۃ الانعام رکوع ۱۵ -

ترجمہ - پس جس کو ارادہ کرتا ہے اللہ یہ کہ ہدایت کرے اس کو کھول دیتا ہے سینہ واسطے مسلمانی کے -

اختلاف - مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ - سیپارہ ۹ سورۃ اعراف - رکوع ۲۳ -

ترجمہ - جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں راہ دکھانے والا راہ کوئی واسطے اُس کے - ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ ہدایت کرتا ہے نیکی کی راہ کی اور دوسری سے ظاہر ہے کہ اُس کے برخلاف وہ گمراہ کرتا ہے -

۳ - كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً سیپارہ ۲ سورۃ بقر - رکوع ۲۶ -

ترجمہ تھے لوگ اُمت ایک -

اختلاف - لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ - سیپارہ ۱۷ - سورۃ الحج رکوع ۹ -

ترجمہ - واسطے ہر ایک امت کے کی ہم نے طرح عبادت کی - دین ایک پہلی آیت میں بتایا جاتا ہے - پر دوسری میں بہت سے دین قایم رکھے جاتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ عبادت کے طریقے خدا کی طرف سے بتائے جاتے ہیں جو بالکل درست نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کا دین صرف ایک اور طریقہ عبادت صرف ایک ہے - جو روح اور راستی سے عبادت کرنے کا ہے اور بس -

۴ - فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا - سیپارہ ۲ - رکوع ۲۹ -

ترجمہ - پس بند رکھو ان کو ساتھ اچھی طرح کے یا نکال دو ان کو ساتھ اچھی طرح کے اور مت بند رکھو انکو ایذا دینے کو کہ زیادتی کرو -

اختلاف وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ - سیپارہ ۵ سورۃ النسار رکوع -

ترجمہ - اور جو عورتیں کہ ڈرتے ہو تم بدخواہی اُن کی سے پس نصیحت کرو ان کو اور چھوڑ دو ان کو بیچ خوابگاہ کے اور مارو اُن کو - پہلی آیت میں اگرچہ کچھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے - مگر یہاں صاف مارنے کا حکم ہے -

۵ - لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ - سیپارہ ۳ - سورۃ بقر - رکوع ۳۴ -

ترجمہ - نہیں زبردستی بیچ دین کے -

اختلاف - وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سیپارہ ۴ - سورۃ آل عمران - رکوع ۱۷ -

ترجمہ - اور کہا گیا واسطے اُن کے آؤ لڑو بیچ راہ اللہ کے - پہلی آیت میں جبر منع ہے - پر دوسری میں خاص حکم ہے - بے شمار آیتوں میں ایسی تعلیم ہے پر یہاں صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے - تاکہ طول نہ ہو بلکہ قرآن میں ایمانداروں کی پہچان ہی لڑنا بتائی گئی ہے - دیکھو سیپارہ ۵ سورۃ النسار رکوع ۱۰ -

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ -

ترجمہ - جو لوگ کہ ایمان لائے ہوتے ہیں بیچ راہ خدا کے - بس تو مسلمانوں کے لئے لڑائی لازمی ٹھہری ہے -

۶ - وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا - سیپارہ ۵ سورۃ النسار رکوع ۱۱ -

ترجمہ - اور بھیجا ہم نے تجھ کو واسطے لوگوں کے پیغام پہونچانے والا اور کفایت اللہ گواہی دینے والا

اختلاف - فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - سیپارہ ۵ - سورۃ النسار رکوع ۱۱ -

ترجمہ - پس لڑ بیچ راہ خدا کے - پہلے صرف پیغام پہونچانے اور گواہی دینے کی خدمت تھی - پر اب لڑائی کی خدمت بھی سپرد ہوگئی - بس اختلاف صاف ہے - (باقی آئندہ)

مراسلات

ویدک شائستگی

رگوید ۹: ۱: ۶ میں لکھا ہے کہ "سورج کی بیٹی نکلتے ہوئے سوم رس کو پاک کرتی ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دھوپ میں رکھنے سے سوم رس میں خمیر اُٹھتا اور نشئی ہو جاتا ہے اس خیال کو شاعرانہ الفاظ میں سوم اور سورج کی بیٹی (یعنے دھوپ) کی محبت بتائی گئی۔

رشی لوگ اس قدر سوم رس پیتے رہے کہ کچھ عرصے کے بعد سوم کی بیل بالکل نابود ہو گئی۔ شاید اُس کے نابود ہونیکا ایک اور سبب یہ ہوگا کہ سوم کے بجائے سُورا یعنے شراب کا استعمال شروع ہو گیا تھا۔ ویدک زمانے میں سوم رس کے علاوہ اور کسی قسم کی نشئی شے کے استعمال کا ذکر نہیں ہے۔ ادھر مابعد زمانے کے قصے کہانیوں میں عموماً شراب ہی کا ذکر ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ سُورا دیوی آپ سمندر کے متھن کے وقت سمندر سے نکلی ہے۔ خیر ہمارے باپ دادوں نے پیچھے سے شراب پینے کی بُرائی بخوبی معلوم کر لی تھی۔ مہابھارت کے ابتدائی حصے میں ایک قصہ ہے کہ شکر اچاریہ کا کچ نام ایک شاگرد تھا۔ شکر اچاریہ بہت شراب پیا کرتے تھے۔ ایک روز اُسروں نے کچ کو مار کر اس کی بوٹیاں بنا کسی میں تل شراب کے ساتھ اچاریہ جی کو کھلا دیا۔ آخر جب کچ کی ڈھونڈھائی ہوئی اور وہ کہیں نہیں ملا تو گرو مہاراج نے دھیان سے معلوم کیا کہ کچ تو اُن کے اپنے ہی شکم میں ہے۔ تب اُنہوں نے کچھ کو پکارا اور گفتگو کے بعد اس کو ایک منتر سکھا دیا۔ اور خنجر سے اپنے پیٹ کو پھاڑ ڈالا۔ کچ نکل آیا پر پیٹ کے پھاٹنے سے گروجی آپ مر گئے۔ تب کچ نے گروجی کے سکھائے ہوئے منتر سے گروجی کو جلایا۔ اب گروجی نے زندہ ہو کر شراب پر لعنت کی کہ اگر کوئی برہمن ہو کر شراب پیئے یا اُس کی بُو تک لیوے تو اُس کی برہمنتائی اس سے جاتی رہے گی اس قصے کے معجزانہ حصے کو چھوڑ دینے سے سیدھی بات یوں ٹھہرتی ہے کہ ہمارے رشی لوگ پہلے زمانے میں شراب پیتے تھے پر پیچھے اس کی بُرائی دیکھ کر اُنہوں نے اُسے ترک کیا۔ لیکن افسوس یہی کہ رشیوں کی اولاد ہو کر بھی اس زمانے میں بیشمار برہمن شراب پیتے ہیں۔ پر کسی کو جرات نہیں کہ اُن کو برہمنتائی سے خارج کرے

۲۲- خاندان

ویدک زمانہ آزادگی اور سادگی کا زمانہ تھا۔ ویدک خاندان میں بھی یہی دو باتیں نظر آتی ہیں۔ شوہر اور جورو خاندان کی بنیاد ہیں۔ ویدک زمانہ میں دونوں کا نام اکٹھے دمپتی یعنے گھر کے حاکم تھے۔ ان دنوں میں بھی شوہر اور جورو اکٹھے دمپتی کہلاتے ہیں۔ پر دونوں میں سے ایک یعنے شوہر ہی محض گھر کا حاکم سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس لفظ کے معنے تک بدل دیئے گئے۔

پروفیسر ویبر صاحب کے مطابق دم- گھر- پتی- حاکم- دمپتی کے معنے گھر کے حاکم ہیں۔
(See Weber's Indian Literature P. 38)

پر ان دنوں کے بعض لغات میں- دم- جورو- پتی- شوہر- دمپتی کے معنے جورو اور شوہر ہیں- نہ صرف ویدک زمانے میں- بلکہ عرصے تک شوہر جورو دونوں گھر کے حاکم رہے ہے۔ راجا و رانی- دونوں اکٹھے تخت پر بیٹھ کر سلطنت پر حکومت کرتے ✤

(باقی آئندہ)

جمیعت فی الوحدت

خدا کی ذات بابرکات پر جو کہا جائے کم- اور جو لکھا جائے تھوڑا- آہی اور طبیعی سب اُس کی معرفت حقیقی پر اپنی اپنی تدبیریں ختم کر چکے مگر ؎

کاوش میں ہوا الٰہی حیرت میں ہو طبیعی
پر حل ہوا نہ ہوگا وہ ہے سوال تیرا-

دور کیوں جاؤ- اُس بے چوں کی صنعت سے ایک تنکا اُٹھا لو اُسی میں ہزاروں دفتر معانی اور جراید معانی مخفی ہیں۔ مسئلہ ذاتِ ہر شے ایک رازِ نہانی ہے۔ نہ کبھی کُھلا- نہ کُھلے- تنکے کی صورتِ ظاہری تو محسوس ہوتی لیکن حقیقت اور ماہیت اُس کی ایک عقدۂ لاینحل ہے جب اشیاء مرئی و محسوسہ کا یہ عالم ہے تو کتنا زیادہ خالق کی ذات کا صحیح سراغ عقل و ادراک کے دائرہ سے دور ہے ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم-
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر-
ماہمچناں در اوّل وصفِ تو ماندہ ایم

ہم خدا کی ذات کو واحد مانتے ہیں- ولیکن وحدتِ ذات کو جمیعتِ تشخص اور جمیعتِ تشخص کو وحدتِ ذات کے منافی نہیں مانتے- یہ امر کہ خدا کی ذات واحد ہے اور تشخص میں جمیعت ہے- جیسے عیسائی اصطلاح علم میں مسئلہ ثالوث کہتے ہیں بے شمار دلائل و براہین سے مُبرہن ہو چکا ہے- ان دلائل میں سے اکثر عوام کے ادراک اور سمجھ کی رسائی سے بے نہایت بلند ہیں- اس ادق مسئلہ پر ہمیں بھی ایک موٹی دلیل سوجھ پڑی ہے اور بذریعہ نور افشاں نکتہ شناسوں کی قدر دانی کے لئے ہدیہ کی جاتی ہے- اگر کسی صاحب

کو شبہ یا اعتراض ہو تو اپنا شبہ یا اعتراض یا تو نور افشاں میں شایع کریں۔ یا براہ راست بندہ کے پاس بھیجیں۔ جواب کے لئے تیار ہوں۔ لیکن جو اسی دلیل کی رو میں کہا جائے اُس کا اور صرف اُس کا۔

اصول۔ ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ اپنی پوری محبت کا انکشاف کر سکتا ہے اور اپنی پوری محبت کا جواب اپنے ہم جنس ہی سے پوری محبت میں پا سکتا ہے۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے۔ ایک جنس اپنی غیر جنس سے نہ اپنی پوری محبت دکھا سکتی اور نہ اپنی پوری محبت کا جواب پوری محبت میں پا سکتی ہے۔

مثال۔ آپ اپنے کتے یا کسی دوسرے غیر جنس جانور پر اپنی پوری محبت کا انکشاف نہیں کر سکتے۔ اور نہ آپ کا کتا یا کوئی دوسرا جانور جو آپ کا غیر ذات ہے اور جسے آپ پیار کرتے آپ کی پوری محبت کا جواب پوری محبت میں دے سکتا ہے آپ اپنی پوری محبت کا انکشاف اور اُس محبت کا پورا جواب چاہیں تو اس کے لئے آپ کو اپنا ہم جنس لازم ہوگا۔ آپ انسان ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے آپ اپنے ہم جنس انسان کے ساتھ اپنی پوری محبت دکھا سکتے اور اپنی محبت کا جواب پوری محبت میں پا سکتے ہیں۔ عشق و عاشقی کے قصّے کہانیاں زبان زد خاص و عام ہیں۔ اور روزمرہ ہماری آنکھوں کے آگے گزرتے جن میں لوگوں نے اپنی پوری محبت کا ثبوت دیا ہے

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ہم نے لفظ پوری پر خط اسواسطے کھینچا کہ ہمارے خیال پر غلطی راہ نہ پائے۔ ہم مانتے ہیں اور اس پر ہزاروں مثالیں ہمارے چوگرد ہیں۔ جہاں ایک جنس اپنے غیر جنس کے ساتھ محبت یا لاڈ دکھاتی ہے۔ لیکن یہ ان کی یا آپ کی پوری محبت نہیں۔ آپ اپنے کتے کو پیار کرتے پر وہ آپ کا کُل پیار نہیں بلکہ آپ کے پیار کا ایک جزو لیکن جو محبت اور محبت کی طپش آپ کو اپنے ہم جنس محبوب سے ہے وہ کچھ ہی اور ہے۔ اس جگہ آپ کی پوری محبت جلوہ گر ہوتی دو طرفہ پوری محبت۔ زور ہمارا لفظ **پوری** پر ہے۔ لفظ جنس بھی امکان التباس سے بے خطر نہیں۔ یہاں جنس کا مفہوم منطقی جنس نہیں بلکہ اس سے مراد ذات ہے۔ ہم جنس کہیں یا ذات دونو برابر ہیں۔

اس اصول کو مانتے ہوئے اب سوال برپا ہوتا کہ اگر خدا اپنی پوری محبت کا انکشاف کیا چاہے اور اپنی پوری محبت کا جواب پوری محبت میں پانا چاہے تو کیا اُس کے لئے اپنا ہم ذات لازم ہوگا؟ ہمارے نزدیک ضرور ہوگا۔ اگر نہ ہوگا تو آپ مہربانی سے "اپنے نہ ہوگا" کی دلیل دیں۔ بس یہیں جہت کہ خدا اپنی پوری محبت کو دکھائے اور اپنی پوری محبت کا جواب پوری محبت میں پائے لازم ہے کہ کوئی ہستی ایسی ہو جو اُس کی ہم ذات ہے۔ خدا کا یہ ہم جنس یا ہم ذات کیا ہوگا؟ وہ خدا ہوگا جو ذات و صفات میں اُس کے برابر ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خدا کے علاوہ ہستی خدا کی مانند قایم کی جائے جس کے ساتھ خدا اپنی پوری محبت دکھائے تو اولاً وہ ہستی اُس کی غیر ذات ہوگی اور ثانیاً اُن میں محبت کے بجائے رقابت اپنا کمال دکھا سکتی ہے بس خدا کی پوری محبت اُس کی ذات رکھنے والی ہستی سے ہو سکتی ہے اس طرح جو خدا کی ذات رکھتا وہ بھی خدا ہوگا۔ یوں ایسی ہستی اپنی ذات و صفات میں تو خدا کے برابر ہوگی۔ لیکن اپنے تشخص میں خدا سے الگ۔ اس کے مطابق ذات میں تو وحدت ہوگی اور تشخص میں کثرت اور یہی ہمارا دعوےٰ ہے کہ خدا بلحاظ ذات واحد ہے اور بلحاظ تشخص اُس میں جمعیت اور کثرت ہے۔

اس عالم شہودی کی تمام اشیا میں بھی یہی اصول ہمیں ملتا یعنی چیزیں ذات اور جنس میں واحد ہیں۔ لیکن افراد اور تشخص میں مختلف۔ مثلاً عمرو و بکرو اور زید انسان ہیں۔ جو اُن کی ذات ہے۔ بہ سبب انسان ہونے کے وہ باہم ہم ذات ہیں۔ اور سب کی ذات واحد ہے اور وہ ذات انسان ہے۔ لیکن تشخص ہر ایک کا مختلف ہے عمرو کا تشخص وہ نہیں جو بکر و اور زید کا ہے۔ قیس علی ہذا کیا آپ کوئی ایسی نظیر بتا سکتے جہاں ذات میں جمعیت ہو اور تشخص میں وحدت یہ خلاف قیاس ہے۔

اب خدا میں ذات کی وحدت اور تشخص کی جمعیت ناممکن نہیں کیونکہ یہ فطرت کے عام اصول کے مطابق ہے۔ پھر خدا کی محبت بھی اپنے پورے انکشاف کے لئے مقتضی اس بات کی ہے کہ اس کامل اظہار کے واسطے خدا کی ہم جنس اور ہم ذات ہستی ہو۔

بالفرض آپ اس دلیل کی ایسی صراحت کے باوجود بھی نہ مانیں۔ اس کے نہ ماننے سے ایک بھاری قباحت دوپیش آتی ہے وہ کیسے حل ہو۔ وہ یہ کہ ایک جنس جو اپنی غیر جنس کے ساتھ محبت دکھاتی وہ جزوی ہوتی کلی نہیں۔ اگر خدا کا کوئی ہم ذات نہیں تو جو محبت خدا دکھاتا وہ اپنے غیر ذات اور غیر جنس سے دکھاتا ہے۔ بس خدا کی یہ محبت جزوی ہوگی کلی نہیں۔ پھر آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا اپنی جمیع صفات میں لامحدود ہے بس اُس کی محبت بھی لامحدود ہے۔ اب خدا کی لامحدود محبت کا ایک جزو تو غیر ذات و جنس کے ساتھ دکھایا جاتا۔ لیکن لامحدود محبت کا بڑا حصہ سراسر معطل اور بیکار پڑا رہ جاتا ہے اور تا ابد بھی ایسا پڑا رہیگا نہ خدا کا کوئی ہم ذات ہوگا اور نہ اُس کی کامل محبت کا انکشاف ہوگا۔ کیا آپ نہیں جانتے کسی شے کا معطل اور بیکار ہونا نہ ہونے کے مساوی ہوا کرتا ہے۔ کیا آپ خدا کی پیدا کردہ فطرت میں کسی شے کو فضول بے فایدہ بے وجہ مانتے ہیں؟ اگر نہیں مانتے تو اس کی وجہ اظہر یہ ہے کہ آپ کا ایسا کہنا یا ماننا خدا کی ذات پر نقص یا حرف لاتا ہے۔ بس اگر خدا کی مخلوق میں ایسی بات کا ماننا ایسے بڑے نقص اور حرف لانے کا موجب ہے تو کس قدر اس کی صفات سے ایک بڑی صفت محبت



کے بڑے حصّہ کا معطل اور بیکار ہمیشہ تک رہنا عیب نقص وحرف ہوگا۔ لامحالہ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا کی تمام اور پوری محبّت کے انکشاف کے لئے خدا کا ہم ذات شخص لازم ہے۔

شاید کوئی جسارت کرکے یہ کہے کہ ذات اپنے ہی پر اپنی پوری محبت دکھا سکتی ہے۔ بفرض محال ہم نے یہ مانا۔ لیکن ایسی محبّت کو جو اپنی ہی ذات سے کی جاتی لوگ خود غرضی کہتے ہیں اور خود غرضی ایک عیب ہے جو کسی میں ہوا کرتا۔ اگر خدا اپنے ہی سے اپنی پوری محبّت دکھاتا تو اُس کا یہ فعل خود غرضی ہوگا اور خود غرضی ہوکر اس کی ذات پر کالا داغ۔

پھر خدا اپنی ذات سے پوری محبّت دکھا کر اپنی محبّت کا جواب پوری محبت میں کس سے پائیگا؟ کیا اپنی ذات سے محبّت کرکے اُس سے محبّت کا جواب پانا بے معنے نہیں؟ لاریب وہی نتیجہ درست ہے کہ خدا اپنے ہم ذات سے اپنی پوری محبّت دکھا سکتا اور اُس سے اپنی پوری محبّت کا جواب پوری محبّت میں پا سکتا ہے۔ ایسی ہستی ذات میں اُس کی شریک اور شخصیت میں علیحدہ ہوگی جس کا نتیجہ وحدت میں جمعیت ہوگا اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

راقم یوحنا خاں۔ مشن کمپونڈ سہارنپور۔

نوٹس

میں منتظر ہوں کہ کوئی صاحب نور افشاں کے مضامین بعنوان "لائق توجہ گورنمنٹ آف انڈیا" مطبوعہ ۲۴ ستمبر و ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء پر کچھ لکھے اور اپنی رائے اور تحریک وتائید کی نسبت راقم مضامین کو تسلی فرماوے کیونکہ مناسب ہے کہ مسیحیوں کے لئے گورنمنٹ کے گھر تک فریاد کی سماعت ہو۔ یہ اور بھی بہتر ہوگا کہ اگر کوئی صاحب لیاقت ایسے خیالات کو انگریزی اخباروں مثل سول اینڈ ملٹری گزٹ اور ٹریبون وغیرہ کے کالموں تک پہونچا دیوے۔ فقط۔

بی۔ ایم۔ رسول پور چک نمبر ۷۸۔

کیا یہ سچ ہے؟

خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل چیف کورٹ کا رسالہ کرشن اوتار مطبوعہ ۱۹۰۹ء ہماری نظر سے گذرا مصنف صاحب نے اپنی کمالیت کا جوہر خوب طرح ناظرین کے گوش گذار کیا رسالت اور نبوت کا ہر زمانہ میں قائم اور جاری رہنا اور محمدؐ صاحب کا کل عالم کا نبی قرار دینا اور اسلام کو عالمگیر مذہب جاننا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس زمانہ کا مسیح موعود اور ہندوستان کا کرشن ماننا خواجہ کمال الدین صاحب کے رسالہ کا لب لباب ہے۔

ہم کو اب ان باتوں پر وقت خرچ کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ اب یہ کوّوں کی کائیں کائیں اور چڑیوں کی چوں چوں اجنبی معلوم نہیں ہوتیں۔ ہمارا تھوڑا سا مطلب رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۹ میں پایا جاتا ہے جو مصنف موصوف مذہب اسلام کی فوقیت ظاہر کرنے کو تحریر فرماتے ہیں۔ جس پر بولنے کی ہم کو ضرورت پڑی۔ تاکہ اُس کا جواب گے ہاتھوں ناظرین کے گوش گذار کیا جاوے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ میرے ہموطن عزیزو۔ کیا اس سے آپ انکار کرسکتے ہیں کہ سب سے پہلے دنیا میں اگر کوئی قوم خدا کی کتاب کی تعلیم پھیلانے کے لئے دنیا میں نکلی تو وہ مسلمان ہی تھے۔

نہیں صاحب محمدیت سے صدیوں پیشتر مسیحی مشنری خدا کی کتاب (توریت زبور کتب الانبیا انجیل) کو دنیا میں لیکر نکلے اور بہت جلد ملک یہودیہ سے باہر ہوکے ایشیا کوچک یونان حبش اور ممالک یورپ کے بعض حصول تک پھیل گئے۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۹۰ء میں جنوبی ہند میں مسیحی کلیسیا کا وجود پایا گیا۔ جب پنٹی نس نامی سکندریہ کے باشندے نے ہند کا سفر کیا اور چوتھی صدی میں جنوبی ہند میں مسیحی کلیسیائیں پائی گئیں۔ پھر الٰہی پیغام کے مبشروں نے اس کے پھیلانے میں نہ صرف حد تک کوشش کی بلکہ اپنی جانوں کو خدا کی کتاب کی اشاعت میں نثار کردیا۔ اور سچائی کی تائید میں تلوار سے مارے گئے شکنجوں میں کھینچے گئے۔ زندہ جلائے گئے اور پھر ظہور اسلام سے پیشتر مشرقی ممالک مثلاً مسوپوٹیمیہ۔ فارس۔ پارتھیا۔ عرب۔ ارمینا۔ بلکہ چین تک کتاب اللہ چلی گئی تو پھر کس بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے خدا کی کتاب کی خبر غیر اقوام تک پہونچائی؟ اور پھر قرآن کے قول کے مطابق خدا کی کتاب بھی توریت وانجیل ہی ہے۔ جس کی منادی وجود اسلام سے صدیوں پہلے دنیا کے بڑے بڑے حصّوں میں کی گئی جس کا حاصل اور مرکز یسوع مسیح نجات دہندہ ہے پس خدا کی پاک کتاب کی تعلیم غیر اقوام تک پہونچانے کی مسیحیوں کو فوقیت ہے نہ کہ مسلمانوں کو ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

آگے چلکر مصنف مذکور یوں رقمطراز ہیں۔ آج دیکھا دیکھی ہر ایک شخص دوسرے کے لئے مشنری بن رہا ہے۔ سچ ہے مگر عیسائی مشنریوں نے کسی غیر مذہب والے کی تقلید کی ہی نہیں۔ بلکہ غیروں نے آجتک مسیحی مبشروں کی یہاں تک تقلید کی ہے کہ ان کی ہر ایک بات نقل معلوم ہوتی ہے وجود اسلام سے چھ صد سال پیشتر منجی عالم نے یوں فرمایا کہ تم جاکر ساری قوموں کو شاگرد بناؤ متی ۲۸: ۱۹۔ اس فرمان کی تابعداری میں حواری مقدس پہلی ہی صدی میں چل نکلے اور غیر اقوام کے لئے نور مقرر ہوئے۔ تاکہ وہ دنیا کی حدوں تک نجات کا باعث ہوں اعمال ۱۳: ۴۷ کیونکہ خدا نے انہیں کہا کہ میں تمہیں دور دور غیر قوموں کے پاس بھیجتا ہوں اعمال ۲۲: ۲۱

پھر خواجہ صاحب کی کیفیت دیکھئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سابقہ الہاموں میں کوئی ایسی تعلیم نہ ہوگی جس سے اُن کے پرستاروں کو غیر اقوام کا خیال آتا۔ جناب تعلیم تو موجود ہے آپ کی واقفیت پر ہم کو سخت افسوس آتا ہے

کہ آپ علامہ اشخاص کی پارٹی میں ہوکر ایسی بات تحریر فرماتے ہیں جو عدم واقفیت کتاب اللہ پر دلالت کرتی ہے توریت اور دیگر کتب مقدسہ میں جو تعلیم غیر قوموں کی نجات کے بارے میں لکھی ہے وہ یہ ہے پہلے تو توریت خمس پانچ باب ۳۲: ۲۱ میں ہے اور پھر یسعیاہ ۴۹: ۶ آیت میں خداوند نے اپنی عالمگیر نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہوسیع کی کتاب میں صاف ہی کہا گیا ہے کہ جو میری اُمت نہ تھی اُسے اپنی اُمت کہوں گا اور جو پیاری نہ تھی اُس کو پیاری کہونگا ہوسیع ۲: ۲۳

اور انجیل مقدس میں تو خدا نے غیر اقوام کے لئے دروازہ ہی کھول دیا ہے کہ وہ مسیح میں داخل ہو کے خدا کی بادشاہت کے وارث ہوں۔ چنانچہ پہلے پہل ایک رومی عہدہ دار نے مسیحی نام کا مبارک تمغہ حاصل کیا اعمال ۱۰: ۹ نہایت ۲۰ آیات کی شرح اور حضرت شمعون پطرس حواری اعظم کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہیں کہ خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ میں کسی آدمی کو نجس یا ناپاک نہ کہوں اسی طرح انجیل میں صاف لکھا ہے کہ مقدس پولوس و سیلاس و برناس و شمعون پطرس نے افسس۔ فلپی۔ تھسلنیکس اور روم تک انجیل غیر اقوام تک سنائی پھیرے اور جابجا کلیسیائیں قائم ہو گئیں اب بتایئے وہ کونسی تعلیم غیر اقوام کے فائدہ کے لئے ہے جو توریت و انجیل میں درج نہیں جس کو قرآن اور اسلام نے ظاہر کر دیا ہاں غیر اقوام کے لئے ایک بشارت قرآن میں آئی ہے جس کے سننے سے باشندوں میں رعشہ آجاتی ہے اور وہ ایمان بالجبر کی تعلیم ہے۔

آگے چلکر اور بھی جناب مصنف رسالہ مذکور نے جو۔ میں گوجی ملا کر ناظرین کو تنگ کیا ہے جس سے کچھ بھی فائدہ متصور نہیں ہے۔ وہ تمام باتیں جواب کی محتاج نہیں ہیں کیونکہ ایسی بے سر دی الاپ اور بے تکی ہانک آجکل بازاروں میں گاجر مولی کے بھاؤ بکتی ہے۔ فقط والسلام۔

پادری بوٹا مل رسول پور۔

انسان کیا ہی؟

حیوان ہے شیطان ہے یا فرزند رحمٰن ہے۔

ہم اپنے آپ سے دو نہایت ضروری سوالات جو پوچھ سکتے ہیں یہ ہیں۔ اوّل۔ انسان کیا شے ہے۔ دوئم خدا کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کی اصلیت سمجھے بغیر ہماری رسائی خدا کی ماہیت تک نہیں ہو سکتی بقراط نے کیا خوب اور بجا کہا ہے کہ خود شناسی انسان کا فرض افضل ہے۔ سرشت انسانی پر غور و خوض کرنے سے ہمیں محض لطف ہی نہیں اُٹھانا چاہیے۔ بلکہ اسے مسئلہ حل طلب سمجھ کر اس کی عقدہ کشائی ہمارا فرض ہے کیونکہ گر اس مسئلہ کے نکتوں سے ہم بالکل جاہل رہے تو نہ ہی مسئلہ کائنات حل ہوا (تو ہمیں نہ ہی یہ پتا لگا کہ کائنات کی حقیقت کا راز کیا ہے) اور نہ ہی اس امر سے واقفیت ہوئی کہ ہمارا رشتہ یا تعلق خدا سے کیا ہے انسان کے لئے سب سے اول غور طلب مضمون تحقیق ذات انسانی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنی ذات پر غور کرے اور اُس کی حقیقت پہچانے۔) لہٰذا لازم ہے کہ ہم مفصلہ ذیل سوالات پر خوب غور کریں (۱) کیا انسان حیوان ہے؟ اس میں شبہ نہیں کہ بلحاظ جسم یا جسمانی طبیعت کے وہ حیوان ہے اور اگرچہ اسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہو تاہم اس کے جسم کی بناوٹ دیگر حیوانات کے مشابہ ہے اور ان ہی کی طرح وہ مختلف جذبات خواہشات اور شہوات کا شکار ہے اور یہ تقاضائے جسمانی انسان کی ادنیٰ سرشت ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ زمینی خاکی ہے۔ جب نفس روح پر غالب ہو جاتا ہے اور بجائے محکوم ہونے کے حاکم بنجاتا ہے اور انسان جذبات نفسانی کا غلام ہو جاتا ہے تو وہ اعلےٰ مراتب سے گر کر جانور بن جاتا ہے۔ فی الحقیقت وہ ایک خاک کا کیڑا بنجاتا ہے۔ خاک ہی پر رینگتا ہے خاک ہی کھاتا ہے۔ اور چونکہ خاک سے بنا تھا مر کر خاک ہو جاتا ہے۔ دکھ بنتا سوا ہوتا ہے۔ ذلت اُٹھاتا ہے۔ خاک کھاتا ہے۔ خاک چھانتا ہے اور مر کر خاک یا تباہ ہو جاتا ہے۔ گرتا ہے اور گر تا ہی جاتا ہے۔ شکم پرور۔ مے خوار اور اوباش لوگ اس امر کے ثبوت ہیں۔ ان کی حالت کیسی درد انگیز اور قابل تحقیر ہے۔ ہائے افسوس کہ بڑے بڑے جلیل القدر عالی نسب اور اولو العزم کیسی بُری طرح گرے اور کس قدر ذلیل ہوئے۔ البتہ واجب نہیں کہ ہم اپنے جسموں سے غافل رہیں۔ یا اُن سے بدسلوکی کریں یا بد استعمالی کریں۔ بلکہ برعکس اس کے لازم ہے کہ حتی الامکان اُن کی پرورش کریں۔ حفاظت کریں اور انہیں ترقی دیں۔ چونکہ ہماری صحت فرخندہ حالی خوش وقتی اور کامرانی زیادہ تر ہمارے جسموں کی بہبودی پر منحصر ہے۔ لیکن یہ ہمیشہ یاد رہے کہ انسان در اصل حیوان نہیں ہے (منشاء ایزدی انسان کو محض حیوان بنانا نہیں ہے) جسم محض چھلکا ہے۔ یہ ایک ڈبیہ ہے۔ جس میں دُرّ بے بہا بند ہوں۔ صدف ہے جس میں لُولُوئے لالا پناہ گزیں ہے۔ قفس ہے جس میں طائر مقیّد ہوں۔ مسکن خاکی ہے جس میں ساکن غیر فانی آباد ہو۔ ظرف نازک یا فانی ہے۔ جس میں آتش افلاکی موجود ہے۔ ہاں انسان ایک نے تو ہے جو آسانی سے ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن ایک وہ جنیوالی نے ہے وہ نے جو دیوتاؤں کی بولی بول سکتی ہے اور بہشتی سُر نکال سکتی ہے۔ افسوس کہ وہ زبان شیاطین بھی بول سکتی ہے۔

(۲) تو پھر کیا انسان شیطان ہے۔ بے شک ذہنی صفات کی وجہ سے وہ ابلیس بن سکتا ہے جس کی اصلی جائے رہائش جہنم ہے۔ اگر انسان بدروحوں کا مطیع ہو جاوے اور اُن کے قابو میں آجاوے اور شیطانی وصفوں کو اپنے دل میں پالے اور انہیں جڑ پکڑنے دے تو یقیناً وہ اس جگہ جائیگا جو اس کے اور اُس کے پیرووں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں انسان کی ذہنی طبع بگڑ جاتی ہے اور وہ مفصلہ ذیل گناہوں کی طرف



راغب ہو جاتا ہے۔

غرور۔ خودرائے۔ ہوس۔ حسد۔ بغض۔ بد اندیشی لالچ۔ جھگڑالو طبیعت۔ بے رحمی۔ ریاکاری یہ ذہنی گناہ جسمانی گناہوں سے بھی کہیں بڑے ہیں۔ عموماً خودرائے۔ غرور اور نافرمانی کی روح ہیں جو انسان کو شیطان بناتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ذہنی یا دماغی ستم سب سے بڑے شیطان گزرے ہیں کیونکہ انہوں نے خودی کو سلطان دل بنا کر رب الافواج کے اختیار سے انکار کر کے اس کے برخلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا ہے۔ تکبر اور خودی نے ہی شیطان کو فردوس سے اور آدم کو باغ عدن سے باہر نکلوایا ہے۔ مقام شکر ہے کہ انسان ترقی کر کے اعلیٰ قسم کے نیک صفات بھی حاصل کر سکتا ہے یعنے حلم۔ لطف و کرم۔ عصمت۔ اخلاص۔ صدق دلی۔ مردانگی ہمت۔ سخاوت۔ بے غرضی۔ عالی ہمتی۔ بزرگ منشی۔ ایسے خوش نصیبی یا حسن اتفاق کہو کہ ہر قوم سے اور ہر زمانہ میں ایسے بہت اولوالعزم گزرے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ کہ خاندانی خواص اور تعلقات یا یوں کہو کہ ولادت اور تربیت کا اثر انسان کے شیطان یا فرشتہ بننے میں کچھ کم نہیں ہے لہذا یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ بچوں کو ابتدا میں نہایت ہی اعلےٰ صحبت میں رکھا جائے اور اعلیٰ ترین تعلیم و تربیت دیجائے۔ لیکن اب لازم ہے کہ ہم قدم آگے رکھیں اور ایک اور سوال پوچھیں۔

(۳) کیا انسان فرزند رحمان ہے۔ کیا انسان کا الٰہی ذات سے کچھ تعلق ہے۔ واقعی ہمارا اعتقاد یہ ہے۔ کہ فطرۃً انسان میں ایک شرارہ الوہیت موجود ہے جو کہ اس کی نادانی اور اس کے گناہوں کی وجہ سے بجھ سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی روح القدس کی قوت سے روشن ہو سکتا ہے اصلاً خدا کی صورت کا ٹھپہ انسان پر لگایا گیا تھا اور اسی وجہ سے وہ ابن خدا کے نام سے نامزد ہوا۔ لیکن گناہ سے وہ صورت مٹ گئی اور بدنما ہوگئی اور سکہ کھوٹا ہو گیا ہے۔ لیکن یہ پھر نیا بن سکتا ہے۔ اور صورت سلطان پھر اس پر صاف اور روشن ظاہر ہو سکتی ہے اسی تبدیلی کا نام سیدنا مسیح نے نئی پیدائش رکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ "جب تک انسان از سر نو پیدا نہ ہو وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا" کیسا ہی حیرت افزا اور خیال آور یہ بیان مندرج ہے کہ انسان کی پیدائش ہی خدا کی صورت پر ہوئی تھی۔ اور خدا نے انسان میں حیات کا دم پھونکا اور وہ ایک جیتی روح بنا۔ پس یہ بات روشن ہے کہ انسان کی اصلی زندگی الٰہی زندگی ہے اور روئے انجیل نجات کے یہ معنے ہیں کہ انسان کو زیست جاودانی کا عطیہ نصیب ہو یا یوں کہو کہ اس الٰہی زندگی کو از سر نو حاصل کرے جو اپنے گناہ کی وجہ سے کھو بیٹھا ہے۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ ہم گناہ کے سبب مردہ ہیں یعنے ہم اپنے آسمانی باپ سے جو زندگی کا منبع ہے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اور ہمیں نجات مسیح کی معرفت خدا سے دوبارہ اتحاد پیدا کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مسیح جو حقیقی فرزند خدا اور ابن انسان ہے اور الٰہی زندگی کی شان اس میں موجود ہے اسلئے وہ کامل انسان کہلانیکا استحقاق رکھتا ہے اسلئے ہم انصافاً کہہ سکتے ہیں کہ فرزند خدا ابن آدم بنا تاکہ ابن آدم کو فرزند خدا بننے کا شرف عطا کرے۔ یہی انسان کا حقیقی تنبہ اور قابل فخر حق ہے۔ البتہ ہم خدا کے بندے ہیں اس لحاظ سے کہ وہ ہمارا بادشاہ ہے مگر ہم خدا کے فرزند بھی ہیں اس لحاظ سے کہ وہ ہمارا باپ ہے چونکہ ہم اسکے بچے ہیں ہم اسکے وارث سمجھے جائینگے اسکی صحبت میں شامل ہونگے اس کے مطالب اور مقاصد میں حصہ لیں گے دن بدن اسکی پہچان میں بڑھتے اور اس کے مشابہ ہوتے جائیں گے۔ اور آخرکار اس کی حضوری سے محظوظ ہو کر اور اس کے ابدی جلال میں شریک ہو کر کامل خوشیاں منائیں گے۔ اگر یہ درست ہے اور ہم فرزند خدا ہیں تو اس دنیا میں بھی ہم کیسے معزز اور جلیل القدر ہیں۔ پس ہم کیوں جام محبت سے سرشار نہ ہوں اور ہماری زندگانی مسرور اور قوت روحانی سے معمور نہ ہو اور مردانہ وار گناہ کا مقابلہ نہ کریں اور بدی پر غالب نہ آئیں اور بڑی مستعدی سے خداداد وصفوں کو اقصی الغایت ترقی دیں اور اپنے اعلیٰ درجے کے سزاوار نہوں۔ لازم ہے کہ ہم فی الحقیقت اشرف المخلوقات بنیں۔ ہاں ہاں بلکہ فرمانروائے جہاں یا اصل میں نیابتی ہے کہ ہم خدا کی ہیکل بنیں جس کے پاکترین مکان میں روح القدس سکونت اختیار کرے گی ہمیں نبی الہی اصلیت اور تقدیر کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آدم کا جسم حیوانی جسم کے مشابہ بنایا گیا تھا۔ اور روح خدا کی صورت پر خلق ہوئی تھی۔ جسم خاک سے بنا ہے پھر خاک ہو جائیگا۔ اور روح اپنے معطی کی طرف عود کریگی۔ لیکن آخرکار جسم اور روح مخلصی۔ اور نجات حاصل کر کے کامل طور پر خدا کیساتھ متحد ہو جائینگے اور اُس کی صحبت میں رہیں گے۔ پس اسی مقصد جلیلہ کے سر انجام کے لئے ابن آدم ہمارا کامل نمونہ اور عوضی بنکر اس دنیا میں کام مرا۔ زندہ ہوا۔ اور اب اپنے تخت جلالی پر متمکن ہے۔ چونکہ ہم بھی خدا کے فرزند ہیں ضرور ہے کہ ہم بھی اُسکے ساتھ ابدالاباد تک رہیں۔ اور سلطنت کریں۔ الراقم جے۔ ایچ۔ او۔

اطلاع

مسمی نظام خاں جو کبھی عیسائی تھا بعد میں منکر ہوگیا تھا اور اب لالہ موسے ضلع گجرات میں حلوائی کی دوکان کرتا ہے اکثر وہ جب کسی ناواقف مسیحی کے پاس جاتا ہے تو اپنے تئیں عیسائی بتاتا ہے چنانچہ میرے پاس بھی اس نے بیان کیا تھا اور میں نے سنا ہے کہ آجکل وہ کسی پادری صاحب کیساتھ اپنی شادی کا بندوبست کر رہا ہے اسلئے میں تحریر ہذا کے ذریعہ سب مسیحیوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی اس کا اعتبار نہ کریں جبتک کہ اسکے پاس کسی خادم الدین کی تازہ چٹھی نہو جو یہ ظاہر کرے کہ اس نے فلانی تاریخ جماعت کے روبرو اپنے گناہ سے توبہ کر کے معافی مانگی ہے اس کے پاس بہت ساری پرانی چٹھیات ہیں جن سے وہ اکثر دھوکہ دیتا ہے۔ فقط۔

اللہ دتا ڈرائیج واعظ انجیل لالہ موسے

انتخاب الاخبارات

لڑکیوں کی بردہ فروشی

لکھنؤ کے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے مسلسل تحقیقات کے زور سے خاصکر شہر بنارس میں لڑکیوں کی بردہ فروشی کا خاص مرکز دریافت کیا ہے جہاں اس خوفناک جرم کا سلسلہ بہت دنوں سے جاری تھا۔ بٹالہ ضلع امرتسر کی دو عورتیں (کٹنیاں) اور خاص بنارس کے دو مرد اُس کے بانی پائے گئے۔ ان میں ایک برہمن اور دوسرا شخص بنیا بتلایا جاتا ہے۔ یہ لوگ نواح بنارس کی پنج ذات کی لڑکیوں کو چوری کر کے پنجاب لاتے اور یہاں کے جاٹ سکھوں کے پاس بعوض روپیہ کے بیچ دیتے تھے جو شادی کرنے کو بخوشی تیار ہو جاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں کے فرقہ جاٹ میں عورتوں کی قلت نمایاں ہے اور یہ لوگ ایسی لڑکیوں کیساتھ بخوشی اندر پڑھ لیتے ہیں جو جاٹ قوم سے غیر ہوں۔ اُن کو اسبات کا کچھ بچاؤ نہیں ہے کہ بیاہ کے لئے جاٹ قوم کی لڑکی ہونی چاہئے۔ دونوں نبارس شہر کے گرد نواح میں اچھے خط وخال کی قبلی اور کمین ذاتوں کی نوجوان لڑکیاں تلاش کر کے ملازمت کے لئے لاتے تھے۔ چند روز اپنے پاس بطور خدمتگار کے رکھکر دونوں بٹالوی عورتوں کو بعوض معقول نذرانہ کے حوالے کر دیتے تھے۔ یہ عورتیں اُن کو میٹھی میٹھی باتوں میں پھسلا کر ہردوار لاتیں۔ وہاں گنگاجی میں اشنان کراتیں اس طرح ان کو ہندو بنا کر ہندوستانی وضع کے بجائے پنجابی لباس پہناتیں۔ اُن کی چوٹی بھی پنجابی لڑکیوں کی طرح گوندتیں بجائے دہوتی کے ستھن کا عادی بنا کر اور راجپوت یا جاٹ کی ولدیت بنا کر ان لڑکیوں کو پنجابی بیاہتوں میں بیاہ دیتی تھیں اور ہر ایک لڑکی کے عوض میں معقول محنتانہ حاصل کرتی تھیں بہت جاٹ عورتوں کے متلاشی ہیں۔ وہ بڑی خوشی سے اس مال کو حاصل کرتے تھے۔ یہ سلسلہ غضبناک جرائم کا نہ معلوم کتنی مدت سے جاری چلا آتا تھا۔ یہ دونوں بٹالوی عورتیں ہردوار جاتی تھیں کہ اتفاق سے سٹیشن لکسر کی ریلوے پولیس نے دونوں کو پکڑا۔ اُن کے ساتھ چوری کی لڑکیاں موجود تھیں رڑکی کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے سامنے دونوں عورتیں پیش کی گئیں۔ اور انہیں سے بنارس کے دونوں مذکورہ بالا ملازموں کا پتہ لگا کر ان کو گرفتار کیا گیا۔ چنانچہ چاروں ملزم سہارنپور کی عدالت سیشن میں سزایاب ہیں اور خفیہ پولیس اس خوفناک سلسلے کی تحقیقات مزید میں سرگرمی سے لگ رہی ہے۔ کیسے اندھیر کی بدکرداری ہے کہاں عورتیں اور کہاں یہ عظیم جرات اور شرارت!!

ایک کتے کی ہوشیاری

ایک دفعہ ایک اچھی قوم کے کتے کی ٹانگ میں ایک بڑا بھاری زخم لگ گیا تھا اور وہ ایسا ہوشیار تھا کہ بڑے صبح کو ایک اسپتال میں جا کر دروازہ پر بھونکنے لگا اور اسپتال کے اندر داخل ہو گیا۔ سات بجے کا وقت تھا کہ اسپتال کے ڈاکٹر صاحب نے جن کا نام ڈاکٹر جارج بجلر تھا اس کتے کی آواز سنی اُس کا چلانا اس طرح کا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے دروازہ جا کر کھول دیا اُنہوں نے دیکھا کہ یہ کتا جس کا نام جری تھا لیٹا ہوا ہے اور اُس کا سر دروازہ کے سامنے ہے۔ اُس کی داہنی ٹانگ بالکل پھٹ گئی ہے جس سے خون جاری ہے۔ اُن کو معلوم ہوا کہ اس کتے کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ چونکہ اس کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب سمجھ گئے کہ یہ کتا اسپتال میں اپنی خوشی سے آیا ہے اور اس کی ہوشیاری اور عقلمندی سے وہ بہت خوش ہوئے۔ کتا بخوشی اسپتال کے کمرے میں جہاں کہ چیر پھاڑ کا کام ہوتا تھا چلا گیا۔ معلوم ہوا کہ کتا سڑک پر تھا اور اُٹھ نہ سکا۔ اور ایک گاڑی کے تلے دب جانے سے ایسا زخمی ہو گیا جب اُس کی ٹانگ دیکھی جاتی تھی۔ یہ کتا ہوشیاری سے اپنی ٹانگ اُٹھائے رہا۔ اور وہاں کے دونوں ڈاکٹروں کو بہت اچھی طرح سے اس زخم کے دیکھنے اور بندش کرنے دیا گو کہ یہ دونوں شخص اُس کتے کے لئے اجنبی تھے مگر یہ کتا بخوبی سمجھتا تھا کہ یہ سب اُس کے اچھے ہونے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اگر اس کتے میں ایسی ہوشیاری نہ ہوتی اور وہ علاج میں غفلت کرتا تو غالباً اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔

شاہ ایڈورڈ اور پرندے

ایڈورڈ بادشاہ ہفتم چڑیوں کے بڑے شائق ہیں اور چڑیائیں بھی ان کو بخوبی پہچانتی ہیں جب وہ معمولی طور سے ہوا کھانے جاتے ہیں وہ چڑیائیں اُن کے گرد جمع ہو جاتی ہیں جس سے کہ بادشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ بادشاہ کے پاس ایک پالتو خوش آواز چڑیا ہے اور جب کبھی وہ لکھنے پڑھنے بیٹھتے ہیں وہ چڑیا اُن کے کندھے پر بیٹھ کے اکثر ایسے زور سے گاتی ہے کہ بادشاہ اپنے رومال سے اُسکو ڈھانپ لیتے ہیں تاکہ اُن کے کام میں خلل نہ آوے۔

جاپان کا مذہب اور عبادت

جاپان میں مندروں اور گھروں میں بھی بت پرستش ہوتی ہے۔ بودھ کی مورت ہے جس کو ملک کے تمام لوگ دور دور سے جا کر کے پرستش کرنے آتے ہیں۔ اس مورت کے ہاتھ کا انگوٹھا اتنا بڑا ہے کہ اس پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اس کا بدن کھوکھلا ہے اور اُس کی پیٹھ پر ایک دروازہ ہے جس کو کھولو تو اندر ایک مندر کے مانند دکھائی دیتا ہے۔ جس میں پیتل کی بہت سی مورتیں ہیں۔ بعض لوگ مندر میں آکے منہ ہاتھ دھو کر بتوں کے جگانے کے لئے گھنٹے بجاتے ہیں بعض لوگ



کاغذ پر اپنی دعا لکھ کے جاتے اور چبا کر اُن پر پھینکتے ہیں۔ اگر کاغذ اُن پر چپک جاتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ اُن کی دعا قبول ہوئی اور اگر زمین پر گر پڑتا ہے تو یہ جانتے کہ نامنظور ہوئی ایک مندر میں لکڑی کا بت ہے جو حکیم یا ڈاکٹر مانا جاتا ہے۔ لوگ اکثر اُس کی پرستش کرنے آتے ہیں۔ وے پہلے اُس پر ہاتھ پھیرتے اور پھر اپنے بدن پر اس خیال سے کہ یہ دیوتا اُس کو کچھ قوت دیگا۔ اس بدصورت بُت کا شبہ لوگوں کے ہاتھ پھیرتے پھیرتے بالکل گھس گیا ہے۔ اس کے گلے میں چھوٹے چھوٹے کپڑے کے ٹکڑے باندھتے ہیں جن کو ماؤں نے اپنے بچوں کی طرف سے چڑھایا ہے۔ جاپان میں ایک جوالا مکھی ایک پہاڑ ہے جو فوجیام کہلاتا ہے اس کی چوٹی پر ہمیشہ برف گرتی ہے یہ نہایت خوبصورت پہاڑ ہے اب اس سے آگ گندھک وغیرہ نہیں نکلتی لوگ اس پتھر کو اتنا پسند کرتے ہیں کہ بہت سی چیزیں مثلاً پنکھا برتن تھالی وغیرہ پر اس کی تصویر کھینچتے ہیں موسم گرما میں ہزارہا لوگ اس پہاڑ پر جاترا کرنے جاتے ہیں اور وہاں کے دیوتا کی پرستش کرتے ہیں تاکہ ان کے گناہوں کی معافی ہو جائے عورت و مرد سفید کپڑے پہنے دھوپ اور بارش کے لئے ایک بڑی ٹوپی سر پر پہنے ہاتھ میں لاٹھی کمر میں کمربند جس میں چھوٹی گھنٹیاں لٹکتی ہیں اور چلتے وقت دھیمی آواز دیتی ہیں اور پیٹھ پر چٹائی لپیٹ کر لیجاتے ہیں۔ تاکہ رات کے وقت اس پر سوویں رات بھر اس مندر کے دیوتا کی پرستش کرتے اور تڑکے صبح اُٹھکر سورج کی پوجا کر کے پھر پہاڑ سے نیچے اتر آتے ہیں۔ اس خیال سے کہ اب ان کے گناہ معاف ہو گئے اور اپنے گھر کو لوٹ جاتے ہیں۔

ایک دن میں

ایک عورت جو کسی درد شدید میں مبتلا تھی گھبرا کر ڈاکٹر صاحب سے پوچھنے لگی۔ کہ میں کب تک اس مجبوری کی حالت میں یہاں پڑی رہوں گی ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ صرف ایک روز۔ اور بعد ازاں اُس بیمار عورت نے صحت پانے پر اسباب کو ظاہر کیا کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ صرف ایک دن اور میرے لئے درد کے لئے ایسا مفید ہوا کہ اگر ہفتوں اس کا علاج کیا جاتا تو اس قدر جلد صحت نہ ہوتی پس انسان اگر حالت مایوسی میں یہ خیال کرے کہ یہ چند روزہ مصیبت ہے تو اس کے دل کو بڑی قوت آجائے گی اور گھبراہٹ اس کے دل سے جاتی رہے گی حقیقت میں عمزدوں کے لئے تسلی آمیز کلمات بہت تاثیر بخش ہوتے ہیں پس ہر شخص پر فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مصیبت زدوں اور غم زدوں کی مدد حتی امکان کریں۔

ٹیمپرنس سوسائٹی امرتسر کی کارروائی

امرتسر ٹیمپرنس سوسائٹی جس سرگرمی سے ملک کی بہبودی بھلائی کا کام ۲۸ سال سے کر رہی ہے۔ اس قدر مسلسل کامیابی اور دلی ارادت سے ہندوستان میں آج تک کسی سوسائٹی نے خواہ وہ سوشل ہو یا ملیجس یا پولیٹکل اپنا کام جاری نہیں رکھا حسن اتفاق سے سوسائٹی مذکور کو نندلال جیسا آنریری سکرٹری اس بلا کا انسان ملگیا ہے جن کو کبھی ختم نہ ہونے والی انرجی قدرت نے عطا کی ہے کسی موقعہ پر یہ سوسائٹی اپنے مقصد کو فراموش نہیں کرتی ہے۔ سررشتہ تعلیم کے حکام کو اس نے اپنا ہمدرد بنا لیا ہے۔ گورنمنٹ بھی اُس کی آواز سننے لگی ہے لاہور کی نمائش میں شراب کی دوکانیں کھولنے کی تجویز تھی جو امرتسر ٹیمپرنس سوسائٹی کے کبھی نہ چوکنے والے سکرٹری کی بروقت کوشش سے مسترد کی گئی۔

سوسائٹی کے ۸ اویں سالانہ جلسہ ۱۱ اکتوبر کو گورنمنٹ ہند اور لوکل گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا گیا کہ کمیشن آبکاری کے سامنے ٹیمپرنس کا کام کرنے والوں کو اپنی تجاویز پیش کرنے کا موقعہ دیا جس سے مفید نتائج مرتب ہونے کی امید ہے۔ اور ایک رزولیوشن اس مضمون کا پاس ہوا کہ حضور کمانڈر انچیف سے درخواست کی جائے کہ دیسی فوج میں شراب خوری کی عادت کا انسداد کیا جاوے تیسرے رزولیوشن میں مسٹر گوڈلی - ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کا شکریہ ادا کیا گیا کہ وہ ٹیمپرنس کے کام میں دلچسپی لیتے ہیں اور مدرسوں میں سگرٹ نوشی کی بابت سرکلر جاری کئے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب سے درخواست کی جاوے کہ وہ پڑھائی کی کتابوں میں ٹیمپرنس کے سبق بھی داخل کریں۔ اور اردو کے قاعدے سے حقہ کا لفظ اور تصویر اور پہلی کتاب سے "باپ حقہ پی رہا ہے" کا فقرہ دور کریں۔ چوتھا رزولیوشن یہ تھا کہ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے سے درخواست کی جائے کہ امرتسر ٹیمپرنس سوسائٹی کے سیکرٹری اور لیکچراروں سے سفر کرتے وقت نصف کرایہ لیا جاوے۔

پانچویں رزولیوشن میں لاہور نمائش کی منیجنگ کمیٹی کا شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے سوسائٹی کی درخواست پر نمائش گاہ سے شراب کی فروخت کی تجویز مسترد کر دی۔ نیز ان اخبارات کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اسبارہ میں کمیٹی کو متوجہ کیا تھا اور بھی بہت سے ہمدرداں ٹیمپرنس کا شکریہ ادا ہوا۔ نیز ان اخبارات کا جو ٹیمپرنس کے حامی ہیں جن میں آرمی نیوز بھی شامل ہے۔

پولیس کی بہادری

کولار کی سڑک پر پچھلے ہفتہ سرکاری ڈاک لوٹی گئی تھی۔ ایک پارسل میں ۵۰۰ روپیہ کا سونا تھا اور اس کے علاوہ قریب ۱۱ سو روپیہ کے کرنسی نوٹ چرائے گئے جو رجسٹری شدہ خطوط میں تھے۔ لیکن پولیس کی کوشش قابل تعریف ہے جس نے تمام نوٹ برآمد کر لئے ہیں۔ ایک آوارہ گروہ کے آٹھ آدمی اور کچھ پنج ذات کے قلی اس ڈاک کے الزام میں پکڑے گئے ہیں۔ ان لوگوں کا چالان کیا گیا ہے۔ جو نوٹ دستیاب ہوئے ہیں وہ نمبروں کے مطابق ڈاک کا مال ثابت کئے گئے ہیں۔

گلدستۂ اخبار

دہلی میں نیو سٹیٹ گزٹ کی خانہ تلاشی سے جعلی سکہ کا سامان ہاتھ آیا مقدمہ جاری ہے۔

آئندہ سال کی نہاری آبپاشی کی توسیع پر ایک کروڑ ۰۰ لاکھ روپیہ خرچ کرینگے

ہندوستان کے شعبہ ڈاک میں پچھلے سال ڈیڈ لیٹر کے لاوارث خطوط ۴۵ لاکھ ۹ ہزار تھے۔

لاہور کی پولیس نے جیت سنگھ کے دوسرے بھائی کشن سنگھ کو بھی گرفتار کیا وہ باہر سے آیا تھا۔

الہ آباد کی پولیس نے وہاں کے اردو اخبار سوراج کے دفتر پر چھاپا مارا بہت کاغذ ضبط کئے۔

پٹیالہ میں جو لوگ الزام سیڈیشن میں ماخوذ ہیں۔ اُن میں کئی پلیڈر اور کئی مہاجن بھی پائے گئے۔

شکارپور (سندھ) میں جو مقدمہ سیڈیشن چل رہا ہے تینوں ملزم سشن سپرد کئے گئے۔

ہنود پنچ کی ضبطی کی حکم کی اپیل ہائی کورٹ بمبئی میں کی گئی فیصلے تک ضبطی ملتوی رہیگی۔

پچھلے سال ہند میں شعبہ ڈاک میں ۶۰ کروڑ خطوط وغیرہ بھیجے گئے قریب ۹ کروڑ کی بیشی ہے۔

زار روس نے ایک خاص قسم کے چند نہایت نفیس لکڑی کے بنے ہوئے برتن جن کو "ٹرسل" کہتے ہیں۔ سلطان روم کو تحفہ میں بھیجے ہیں۔ یہ برتن خاص روس کی لکڑی کے ہیں اور روسی کاریگروں نے بڑے اہتمام کیساتھ اُن کو بنایا ہے۔

جنوبی ویلس کی ایک کوئلے کی کان میں ایکسپلوزن ہوا جس سے گیارہ آدمی ہلاک ہوئے اور دس کا پتہ نہیں ملتا بیس کے قریب لوگ بچائے گئے۔ ایک بچانے والی جماعت جس میں ۶ منیجر اور دس آدمی تھے اپنی کوششوں میں ہلاک ہوئے۔

شہر رنگون کے چند چینی باشندے جو گذشتہ شہری جھگڑوں میں شامل تھے۔ بحکم سرکار ملک سے جلاوطن کئے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو پندرہ دن کا وقت دیا گیا ہے کہ چلے جاویں ورنہ پولیس ان کو ملک سے باہر پہنچا دیگی۔

یکم نومبر رائٹر ایتھنز سے خبر دیتا ہے کہ ملک یونان کا دنگہ ختم ہوا۔ باغی لوگ مطیع ہو گئے ہیں۔ باغیوں کی جانب سے پانچ اشخاص ہلاک ہوئے۔ اور سرکار کی جانب سے دو آدمی ہلاک ہوئے۔ گمان غالب ہے کہ سرکار باغیوں سے سخت برتاؤ کرے گی۔ لیفٹننٹ ٹیفلاڈوس کی نسبت بہت افواہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک جہاز پر بھاگ نکلے ہیں۔

جنوبی یونائیٹڈ سٹیٹس میں ایک نئی بیماری نمودار ہوئی ہے جو سلیپنگ سکنیس کے موافق ہے۔ اس بیماری کی تحقیقات اور اس کے علاج معلوم کرنے کے واسطے مسٹر راک فیلر نے تین لاکھ روپیہ دیا ہے۔ آفرین اس ہمت پر رفاہ عام اس کا نام ہے

لوکل

جناب مسٹر جعفری صاحب بہادر نے جو بڑے پرانے تجربہ کار اور معاملہ فہم سولین ہیں ۱۲ ماہ حال کو لودیانہ کی ڈپٹی کمشنری کا چارج لے لیا اور جناب ایچ فاکس صاحب ان افواج کے انتظام کے لئے متعین ہوئے ہیں جو مصنوعی جنگ کے لئے آ رہی ہیں۔

جناب خان بہادر خانصاحب محمد ظفر خاں صاحب کا نام نامی پہلے بھی آپ کو بتلا چکے ہیں۔ خان صاحب نے تحصیلداری کا چارج لیتے ہی وہ مقناطیسی اور تسخیر قلوب کا اثر دکھلایا۔ ہر ایک ادنے اور اعلی آپ کا ثنا خواں ہے بڑے بڑے اہم معاملات کا انتظام ان کے لئے ایک معمولی بات ہے۔ بڑے بڑے دقیق اور خوض طلب معاملات میں وہ وہ شگافیاں کرتے ہیں کہ اہلکاران حیران رہجاتے ہیں۔

خانصاحب اعلی درجے کے بارسوخ۔ معاملہ رس اور خلق مجسم ہیں۔ خدا کرے عرصہ دراز تک وہ اس ضلع میں حکمران رہیں۔

شہر کی سڑکیں بدستور حالت میں نہیں۔ توجہ کی ضرورت ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ لالہ جیا رام صاحب بی۔ اے جو بڑے فاضل اور اعلی درجے کے شریف اور واقفیت قانون ڈاکخانجات میں اعلی درجے کی مہارت رکھنے والے ہیں۔ لودیانہ کے پوسٹ ماسٹر ہیں

میر ہدایت اللہ صاحب اسسٹنٹ سرجن جو میرزا اصغر علی صاحب کی جگہ تشریف لائے ہیں نہایت ہی شریف خلیق اور اپنے فن کے استاد و حاذق معلوم ہوتے ہیں۔ ماسٹر رادھا کشن

عظیم الشان صنعتی و زرعتی نمائش

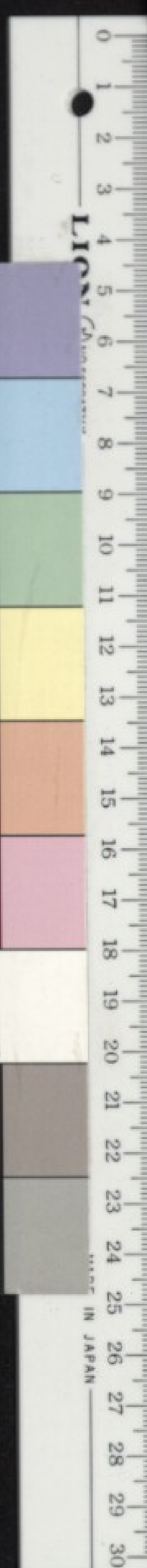
پنجاب و شمال مغربی سرحدی صوبہ کشمیر لاہور

یہ اپنی قسم کی پہلی نرالی نمائش بتاریخ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء خاص شہر لاہور میں بڑی دھوم دھام سے شروع ہوگی اور صرف چھ ہفتے رہیگی جس میں دیسی اور ولائتی ساخت کے ہر ایک قسم کے اعلی سے اعلی نمونے حسب تفصیل ذیل مہیا کئے گئے ہیں۔

۱ آلات متعلقہ زراعت ۲ نمونہ جات صنعت و حرفت ۳ پارچات ہر قسم ۴ لکڑی پتھر اور معدنیات ۵ پیداوار متعلقہ محکمہ جنگلات۔ ۶ آلات انجنیرنگ ۷ متعلقہ صیغہ تعلیم ۸۔ عام دستکاری ۹۔ خاص مستورات کی دستکاری ۱۰۔ نوایجاد کلیں مثل ہوائی جہاز وغیرہ ۱۱۔ تفریح طبع کے دیگر سامان

المشتہر

ڈاکٹر پرتول چندر چٹرجی نائٹ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ایل۔ ڈی رائے بہادر سی آئی۔ ای



پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۷ برس میں اس فنڈ نے ۲۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپئے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپئے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بینک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

رپورٹ نئے پراسپیکٹس (اردو انگریزی) میں میٹنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم-اے فورمن کالج لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸/	۸/	ے
چوتھائی کالم	۸/	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	مٹ
پورا کالم	عہ	مٹ	مہ
پورا صفحہ	مہ	صہ	سعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر واحد کے لئے ا/ فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

فوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

ان کے بکثرت ... شہادت کیا ہو سکتی ہے

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولائیت
کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض
ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جاناخارش
وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز
کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہیں رہتی بچے سے بوڑھے تک کو
یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی
تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ خالص ممیرہ
فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ ۱ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت
اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں
سے بچنا چاہیے۔

المشتہر
پروفیسر میا سنگھ آنکھ والیہ
مقام
بٹالہ ضلع گورداسپور

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے سرمہ کی سندات
میں سے جو قریب ۵۰ ہیں کسی ایک کو بھی جعلی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار
روپیہ نقد دیا جائیگا جو لاہور پنجاب بنک میں جمع
کئے ماہ مارچ ۱۹۰۹ء سے جمع ہو
گیا ہے

پادری ای ایم دیری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام ودائی برادر چھپا اور شائع ہوا۔